2 مجموعی رسد[1]

2.1 عمومی جائزہ

مالی سال12ء منصوبہ بندی کمیشن کے تشکیل کردہ 'معاشی نموفریم ورک' کا پہلا سال تھا۔اس حکمت عملی کے تحت منڈی پر مبنی پالیسیوں کے فروغ اور حکومت کی براہ راست مداخلت کو زیادہ مؤثر ضوابطی ذمہ داریوں سے تبدیل کر کے نجی شعبے کو ترقی کے عمل میں وسیع تر کردار دینے پر زور دیا گیا ہے۔[2] چنانچہ مالی سال12ء کے سالانہ منصوبے میں فرض کیا گیا کہ توانائی کی مشکلات میں کمی آئے گی،کاروباری ماحول بہتر رہے گا، مالیاتی احتیاط سے کام لیا جائے گا اور عالمی طلب بحال ہو جائے گی۔[3] ان مفروضوں کو مدنظر رکھتے ہوئے مالی سال12ء کے لیے جی ڈی پی نمو کا4.2 فیصد ہدف مقرر کیا گیا تھا۔

تاہم جی ڈی پی کی نمو3.7 فیصد رہی جو سالانہ منصوبے کے ہدف سے کم تھی۔اجناس پیدا کرنے والے شعبے اپنا ہدف حاصل کرنے میں کامیاب رہے لیکن خدمات کے شعبے کی توقع سے کم کارکردگی نے جی ڈی پی کی مجموعی نمو کو کم کردیا۔[4]

معیشت کو درپیش متعدد چیلنجوں کے پیش نظر یہ مناسب سطح ہے۔مثلاً اگست2011ء میں ہونے والی بھاری بارشوں کے نتیجے میں زیریں سندھ کے علاقوں میں سیلاب آ گیا جس سے لوگوں اور مویشیوں کے بے گھر ہونے اور انفراسٹرکچر کے نقصانات کے علاوہ کپاس کی22 لاکھ گانٹھیں تباہ ہوگئیں اور چھوٹی فصلوں کو شدید نقصان پہنچا۔زیریں سندھ میں سیلاب کا اثر ربیع کے موسم تک رہا، جب سیلاب کا پانی کھڑا ہونے کی وجہ سے گندم کے زیر کاشت رقبے میں کمی آ گئی۔تاہم م س12ء میں آنے والے سیلاب سے م س11ء کے مقابلے میں کم نقصان پہنچا[5] اور سیلاب سے نقصانات کے باوجود م س12ء کے دوران کپاس کی پیداوار ایک کروڑ36 لاکھ گانٹھیں رہی جو ایک کروڑ28 لاکھ گانٹھوں کے محتاط ہدف سے زیادہ ہے۔

سالانہ منصوبے کے امکانات کے برعکس م س12ء کے دوران توانائی کی مشکلات میں شدت آ گئی جس نے کئی صنعتوں کو اپنی پیداوار میں کمی پر مجبور کردیا۔[6] گیس کے شعبے میں قیمتوں کا درست تعین نہ کرنے کا نتیجہ طلب و رسد کے درمیان فرق بڑھنے کی صورت میں برآمد ہوا تھا(زیادہ تفصیلی بحث کے لیے دیکھئے تیسرا باب)۔

ان دھچکوں کے باوجود معاشی نمو نہ صرف بلند سطح پر رہی بلکہ گذشتہ مالی سال کے مقابلے میں زیادہ وسیع البنیاد بھی تھی۔م س11ء کے دوران معاشی نمو کو زیادہ تحریک خدمات کے شعبے سے ملی جس کا جی ڈی پی میں ہونے والے مجموعی اضافے میں تین چوتھائی سے زیادہ حصہ بنتا ہے۔اس برس اجناس پیدا کرنے والے شعبوں کا حصہ زیادہ رہا اور صنعت و زراعت دونوں شعبوں میں م س11ء کے مقابلے میں بہتری دیکھی گئی۔

زراعت میں ہونے والی نمو میں خریف کی فصلوں (خصوصاً چاول اور کپاس) کا حصہ زیادہ رہا جس میں پانی کی دستیابی نمو بڑھانے کا باعث بنی۔پانی کی بہتر اور بروقت دستیابی سے ان فصلوں کو تقویت ملی جبکہ گندم (ربیع کی اہم فصل) کی پیداوار میں زیر کاشت رقبہ گھٹنے کے باعث کمی آئی۔مؤخر الذکر کی وجہ تلاش کی جائے تو پانی کی قلت ہو سکتی ہے یہ مسئلہ ملک میں زراعت کی قسمت کا تعین کرنے والا اہم عامل بن سکتا ہے۔

م س12ء کے دوران صنعتی شعبے میں ہونے والی بیشتر نمو میں اشیا سازی اور تعمیرات نے اہم کردار ادا کیا (**جدول 2.1**)۔تاہم چھوٹے پیمانے کی صنعتوں میں مستقل7.5 فیصد نمو کا تخمینہ اصل سے زیادہ معلوم ہوتا ہے کیونکہ ایسے یونٹس خاص طور پر توانائی کی مسلسل قلت سے متاثر ہوتے ہیں۔

1 مجموعی رسد کسی معیشت میں ایک سال کے دوران پیدا ہونے والی تیار اشیا وخدمات کی مجموعی قدر کی عکاسی کرتی ہے جو عام طور پر مجموعی ملکی پیداوار (جی ڈی پی) سے ظاہر کی جاتی ہے۔

2 ماخذ: http://www.pc.gov.pk/hot%20links/growth_document_english_version.pdf

3 ماخذ: سالانہ منصوبہ13-2012ء، منصوبہ بندی کمیشن پاکستان۔

4 تھوک وخردہ تجارت اور ٹرانسپورٹ، ذخیرہ کاری ومواصلات میں ہدف سے کم کارکردگی شعبہ خدمات کی نمو کو محدود کرنے کا باعث بنی۔

5 اقتصادی سروے12-2011ء کے مطابق2011ء میں آنے والے سیلاب کے نتیجے میں معیشت کو324.5 ارب روپے کا نقصان ہوا تھا جبکہ اس سے پہلے2010ء کے سیلاب سے855 ارب روپے کے نقصانات ہوئے تھے۔

6 تیل کی عالمی قیمتوں میں اضافے کے باعث گردشی قرضوں کا حجم بڑھنے سے بجلی کی قلت میں مزید شدت آ گئی اور متعدد پاور پلانٹس پیداوار نہیں دے سکے کیونکہ ایندھن خریدنے کے لیے انہیں رقم کی قلت کا سامنا تھا۔

جدول2.1: خام ملکی پیداوار (2000-1999ء) کی مستقل قیمتوں پر

فیصد	جی ڈی پی میں حصہ		نمو			نمو میں حصہ	
	م س11ء	م س12ء	م س11ء	م س12ء ہ	م س12ء	م س11ء	م س12ء
1۔اجناس پیدا کرنے والا شعبہ	46.6	46.5	1.5	3.2	3.3	0.7	1.5
(الف) زراعت	21.2	21.1	2.4	3.4	3.1	0.5	0.7
اہم فصلیں	6.7	6.7	-0.2	3.0	3.2	0.0	0.2
چھوٹی فصلیں	2.2	2.1	2.7	2.0	-1.3	0.1	0.0
گلہ بانی	11.6	11.6	4.0	4.0	4.0	0.5	0.5
ماہی گیری	0.4	0.4	1.9	2.0	1.8	0.0	0.0
جنگل بانی	0.2	0.2	-0.4	-1.0	0.9	0.0	0.0
(ب) صنعت	25.5	25.4	0.7	3.1	3.4	0.2	0.9
کان کنی وکوہ کنی	2.4	2.4	-1.3	1.0	4.4	0.0	0.1
اشیا سازی	18.7	18.6	3.1	3.7	3.6	0.6	0.7
بڑے پیمانے کی	12.1	11.9	1.1	2.0	1.8	0.1	0.2
چھوٹی وگھریلو	5.1	5.3	7.5	7.5	7.5	0.4	0.4
تعمیرات	2.1	2.2	-7.1	2.5	6.5	-0.2	0.1
بجلی وگیس کی تقسیم	2.3	2.2	-7.2	1.0	-1.6	-0.2	0.0
2۔خدمات	53.4	53.5	4.4	5.0	4.0	2.3	2.1
مال برداری، ذخیرہ کاری ومواصلات	9.9	9.6	0.9	4.5	1.3	0.1	0.1
تھوک وخردہ تجارت	17.1	17.1	3.5	5.0	3.6	0.6	0.6
مالیات وبیمہ	4.7	4.8	-1.4	0.2	6.5	-0.1	0.3
جائے سکونت کی ملکیت	2.7	2.7	1.8	3.5	3.5	0.0	0.1
نظم عامہ ودفاع	6.7	6.6	14.2	6.0	2.6	0.9	0.2
سماجی وکمیونٹی خدمات	12.3	12.6	6.9	7.0	6.8	0.8	0.8
جی ڈی پی (ایف سی)	100.0	100.0	3.0	4.2	3.7	3.0	3.7

ہ: ہدف

ماخذ: پاکستان اقتصادی سروے 11-2010، اور سالانہ منصوبہ 12-2011ء

بڑے پیمانے کی اشیا سازی میں معمولی بہتری چند شعبوں میں مرتکز رہی۔ صارفی اشیا نے مضبوط ملکی صَرف کی وجہ سے اچھی کارکردگی کا مظاہرہ کیا لیکن دوران سال درآمدی اشیا کو زیادہ ترجیح ملنے کے باعث یہ نمو سست ہوگئی۔

م س12ء کے دوران جی ڈی پی میں سب سے بڑا حصہ رکھنے والے خدمات کے شعبے کی نمو گذشتہ برس کے مقابلے میں کم رہی۔ م س11ء کے دوران خدمات کے شعبے میں نمو کا محرک سرکاری تنخواہوں میں بھاری اضافہ اور سیلاب سے متعلق سماجی اخراجات تھے لیکن م س12ء میں وسیع البنیاد نمو ہوئی۔ بینکاری شعبے کی بڑھتی ہوئی نفع یابی کے نتیجے میں مالیات و بیمہ کے شعبوں میں تبدیلی دیکھی گئی۔ اسی طرح ٹرانسپورٹ، ذخیرہ کاری اور مواصلات کے شعبوں میں گذشتہ برس کے مقابلے میں بلند نمو ہوئی۔[7] اس سے درآمدی پٹرولیم مصنوعات کی زیادہ مقدار کی (پائپ لائنوں کے ذریعے) ملک کے شمالی علاقوں میں منتقلی کی عکاسی ہوتی ہے۔

اگرچہ م س12ء کے دوران معیشت میں کچھ بحالی دیکھنے میں آئی ہے لیکن اس کی کارکردگی تاریخی رجحانات کے مقابلے میں کم ہے۔ درحقیقت جی ڈی پی کی مسلسل پست شرح نمو

7 پی آئی اے اور پاکستان ریلویز میں مسلسل نقصانات کے باوجود یہ نمو ہوئی۔

معیشت کے لیے تشویش کا باعث بن گئی ہے کیونکہ طویل مدتی اوسط نمو میں کمی آ رہی ہے (**شکل 2.1** اور **2.2**)۔

شکل 2.1: حقیقی جی ڈی پی کی نمو — اوسط شرح ہائے نمو

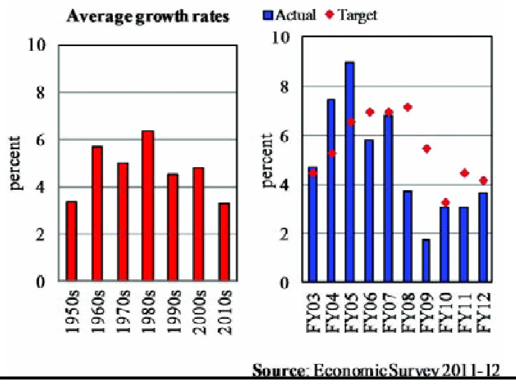

Source: Economic Survey 2011-12

یہ معاشی شرح نمو دیگر ابھرتی ہوئی معیشتوں (برازیل، فلپائن، ملائشیا، انڈونیشیا، سری لنکا، بھارت، ویت نام اور چین) کے مقابلے میں کمزور ہے۔ جیسا کہ **شکل 2.2** سے ظاہر ہوتا ہے ان ملکوں میں سے بیشتر کو 2008ء کے قرضہ بحران کی وجہ سے معاشی نمو میں کمی کا سامنا کرنا پڑا تھا لیکن ان میں سے بیشتر کی شرح نمو پاکستان سے زیادہ رہی ہے۔

شکل 2.2: دیگر ملکوں کے مقابلے میں پاکستان کی جی ڈی پی نمو کی شرح

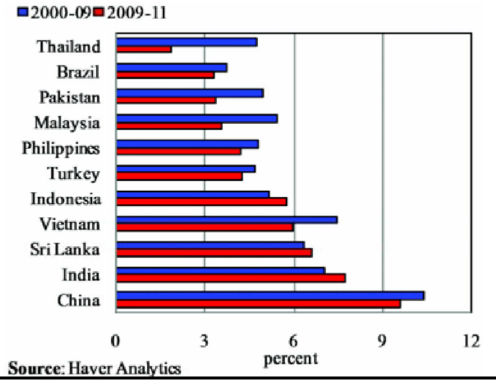

Source: Haver Analytics

پاکستان میں ہونے والی سست معاشی نمو کا سبب عالمی حالات کے بجائے ملک کو درپیش ساختی مسائل ہیں۔ خصوصاً توانائی کی ابتر ہوتی صورتحال، سرمایہ کاری میں کمی، مسلسل جاری معاشی عدم توازن اور بار بار آنے والے سیلاب معاشی سرگرمیوں کو محدود کرنے کا باعث بنے ہیں۔ ضرورت اس امر کی ہے کہ معاشی نمو کی بحالی، غربت میں کمی اور بڑھتی ہوئی افرادی قوت کو جذب کرنے کے لیے ان مسائل کو ہنگامی بنیادوں پر حل کیا جائے۔[8]

2.2 زراعت

اگست 2011ء میں سیلاب کے باوجود م س12ء کے دوران زرعی شعبے نے بہتر کارکردگی کا مظاہرہ کیا اور اس میں 3.1 فیصد نمو ہوئی جبکہ گذشتہ برس 2.4 فیصد تھی۔ تاہم خام مال کی لاگت میں تیزی سے اضافے اور زرعی اشیا کی قیمتوں میں کمی کے باعث کاشت کاروں کے مارجن دباؤ میں رہے۔

نمو کو بڑھانے میں ذیلی شعبے گلہ بانی (جس کا زراعت میں حصہ 55.1 فیصد ہے) نے سب سے زیادہ کردار ادا کیا جس کے بعد اہم فصلوں کا نمبر آتا ہے۔ تاہم سیلاب اور موسم سرما میں انتہائی کم درجہ حرارت کے باعث چھوٹی فصلوں کو مشکلات درپیش رہیں (**شکل 2.3**)۔

شکل 2.3: زرعی شعبے کے اجزائے ترکیبی

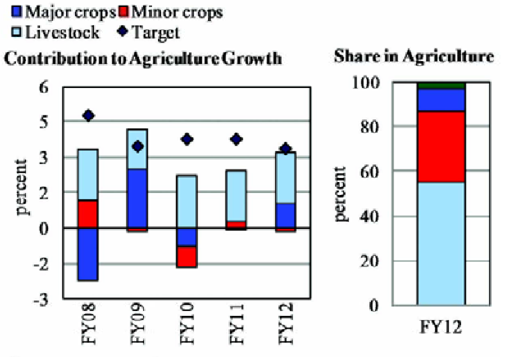

Source: Economic Survey 2011-12

اہم فصلیں

قدر اضافی میں سب سے بڑا حصہ خریف کی اہم فصلوں کا تھا۔ کپاس، گنے اور چاول کی پیداوار گذشتہ برس کے مقابلے میں زیادہ رہی جبکہ گندم (جو ربیع کی اہم فصل ہے) کی پیداوار میں کمی دیکھنے میں آئی (**جدول 2.2**)۔ خریف کی فصل کو جن عوامل سے مدد ملی تھی ان میں سیلاب کے باعث مٹی کی نمی میں بہتری اور پانی کی بروقت دستیابی سے فصل کی یافت میں اضافہ شامل ہیں (**جدول 2.3**)[9] جبکہ م س11ء کے موسم خریف کے مقابلے میں زرعی خام مال (مثلاً کھاد) کے استعمال میں اضافہ بھی پیداوار بڑھانے میں معاون ثابت ہوا تھا۔

8 اقتصادی نمو کے فریم ورک میں یہ تسلیم کیا گیا ہے کہ نوجوان اور بڑھتی ہوئی آبادی کو جذب کرنے کے لیے معیشت کو پائیدار بنیادوں پر 7 فیصد کی نمو حاصل کرنا ہوگی۔

9 جہاں تک کپاس کا تعلق ہے، پچھلے موسم کے دوران ملائم سوتی کپڑے کی غیر معمولی طور پر بلند قیمتوں، بی ٹی کپاس کے استعمال میں اضافے اور سوتی پتے موڑنے کے وائرس (CLCuV) اور چوسنے والے کیڑوں پر بہتر انداز میں قابو پانے (خصوصاً پنجاب میں) کے نتیجے میں پیداوار بڑھ گئی بلکہ پنجاب میں کپاس کی بلند پیداوار نے سندھ میں بارشوں کے باعث ہونے والے نقصانات کی تلافی کر دی۔

ربیع کے موسم کے دوران گندم کی پیداوار میں کمی کی وجوہات میں زیر کاشت رقبے میں کمی اور پانی کی قلت شامل ہیں۔ بوائی کے وقت جنوبی سندھ زیر آب تھا جبکہ کچھ کاشتکار گنے کی کچل کاری کے باعث گندم کی فصل کے لیے اپنے کھیتوں کو تیار نہیں کر سکے تھے۔ دیگر نے معمول سے قبل کپاس کی بوائی کو ترجیح دی جس سے گندم کو نقصان ہوا۔

پانی کی دستیابی اور دیگر زرعی خام مال

زرعی شعبے میں پانی کی کمی کا مسئلہ شدت اختیار کرتا جا رہا ہے۔ ربیع م س12ء کے دوران کم سرمائی بارشیں اور زیادہ عرصے تک کم درجہ حرارت (جس سے گلیشیئر کے پگھلنے کا عمل کم ہوگیا) کے نتیجے میں دریاؤں میں پانی کے بہاؤ میں کمی آ گئی تھی۔ بدقسمتی سے مون سون کی بارشوں میں تاخیر کے باعث م س13ء میں خریف کی فصل کے لیے بھی پانی کی دستیابی میں بہتری نہیں آ سکی۔

مستقبل میں پانی کی صورتحال مزید بگڑنے کا امکان ہے کیونکہ میٹھے پانی کی رسد کو طلب کے بڑھتے ہوئے دباؤ کا سامنا ہے۔ اس ضمن میں خشک موسموں سے نمٹنے کے لیے آبی ذخائر بنانا بے حد ضروری ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ اضافی طلب اور پانی مہیا کرنے کی لاگت کی عکاسی کے لیے آبپاشی کے پانی کی قیمت میں اضافہ ضروری ہے (مزید تفصیلات کے لیے دیکھئے **خصوصی سیکشن 2.1**)۔

آخر میں، ربیع کے موسم کے دوران گذشتہ برس کے اسی موسم کے مقابلے میں قرضوں اور کھاد کے استعمال میں کمی دیکھی گئی (**جدول 2.4**)۔ کھاد کی طلب میں کمی کا اہم سبب بلند قیمتوں کے ساتھ ساتھ فصل کی کم آمدنی کی توقعات تھیں کیونکہ سال کے دوران کپاس، گنا اور مکئی کی قیمتیں کم ہوگئی تھیں۔ ہمارے تخمینے کے مطابق قیمتوں میں کمی نے مقداری نمو سے ہونے والے فوائد کو بڑی حد تک زائل کر دیا تھا۔ علاوہ ازیں کیڑے مار ادویات، ڈیزل اور بیجوں کی لاگت بھی خاصی بڑھ گئی جو کاشت کاروں کے مارجن کو مزید محدود کرنے کا باعث بنی خصوصاً سندھ میں جہاں کاشتکار پہلے ہی سیلابوں سے نمٹ رہے تھے (**شکل 2.4**)۔[10]

جدول 2.2: اہم فصلیں

	م س10ء	م س11ء	م س12ء	نمو (فیصد) م س11ء	نمو (فیصد) م س12ء
رقبہ (000 ہیکٹر)					
کپاس	3,106	2,689	2,835	-13.4	5.4
گنا	943	988	1,058	4.8	7.1
چاول	2,883	2,365	2,571	-18.0	8.7
مکئی	935	974	1,083	4.2	11.2
گندم	9,132	8,901	8,674	-2.5	-2.6
پیداوار (000 ٹن، کپاس 170 کلوگرام کی 000 گانٹھوں میں)					
کپاس	12,914	11,460	13,595	-11.3	18.6
گنا	49,373	55,309	58,397	12.0	5.6
چاول	6,883	4,823	6,160	-29.9	27.7
مکئی	3,261	3,707	4,271	13.7	15.2
گندم	23,311	25,214	23,337	8.2	-7.4

ماخذ: پاکستان دفتر شماریات

جدول 2.3: آبپاشی کے پانی کی صورتحال

ملین ایکڑ فٹ

	خریف م س11ء	خریف م س12ء	خریف فیصد فرق	ربیع م س11ء	ربیع م س12ء	ربیع فیصد فرق
پنجاب	29.0	34.3	18.2	18.7	17.6	-6.0
سندھ	22.6	23.3	3.0	14.5	10.1	-30.2
خیبر پختون خوا	0.8	1.0	27.4	0.5	0.6	16.7
بلوچستان	1.2	1.9	53.4	0.9	1.1	27.8
کل	53.6	60.5	12.8	34.6	29.4	-14.96

ماخذ: سپارکو

ایسے پیداواری خطرات کی پیش بندی (پانی اور نقد کی دستیابی، فصل اور خام مال کی قیمتیں) کے لیے کاشت کاروں نے روایتی ذرائع (جیسے آڑھتی، گلہ بانی میں سرمایہ کاری اور غیر فارم لیبر سے آمدنی) پر انحصار کیا۔ بعض امور میں کاشت کاروں نے فصل کو متنوع بنانے کو بھی ترجیح دی۔[11] حال ہی میں خطرات کا انتظام کرنے کے لیے منڈی پر مبنی آلات کو ترقی دینے پر توجہ بڑھتی جا رہی ہے (اجناس میں مستقبلات کی منڈی، فصلی بیمہ)۔ اس میں سہولت دینے کے لیے اسٹیٹ بینک نے کمرشل لحاظ سے پائیدار ویئر ہاؤس رسیدی نظام کا جامع فریم ورک تیار کیا ہے جس سے کاشتکاروں کو ذخیرہ کاری کی معتبر سہولت حاصل ہوگی اور ذخیرہ کردہ اجناس کی رسیدوں کو بینکوں سے قرض لینے کے لیے بطور ضمانت استعمال کیا جا سکے گا۔[12]

10 شکر ملوں سے ادائیگیوں کے تنازع کی وجہ سے گنے کے کاشتکاروں کو اضافی بوجھ اٹھانا پڑا۔ کچھ ادائیگیاں قیمتوں پر عدم اتفاق کی وجہ سے مؤخر کی گئیں جبکہ ایسی اطلاعات بھی تھیں کہ شکر ملوں کو بھاری ذخائر کی وجہ سے سیالیت کی قلت کا سامنا تھا جو کاشتکاروں کو ادائیگیاں روکنے کا باعث بنا۔ اس صورتحال میں حکومت نے چینی کی منڈی میں مداخلت کرتے ہوئے ٹی سی پی کے ذریعے 47 لاکھ 50 ہزار ٹن شکر خرید لی۔ اس طرح خریف 2012ء کی فصلوں کی آمدنی میں کمی اور تاخیر بھی دیگر وجوہات کے ساتھ اس سال گندم کے زیر کاشت رقبے میں کمی کا باعث بنی۔

11 بدلتے ہوئے موسمی حالات یا قیمتوں میں اتار چڑھاؤ کی پیش بندی کے لیے کاشتکار عام طور پر ایسی فصلیں کاشت کرتے ہیں جو موسمی حالات کے مقابلے میں مضبوطی دکھائیں یا ان کی قیمتیں زیادہ مستحکم رہیں۔ بعض اوقات کاشتکار اپنی پیداوار کو کیڑوں کے حملوں سے بچانے کے لیے فصل کے چکر کا تجربہ بھی کرتے ہیں۔

12 اس منصوبے پر عملدرآمد کا ذمہ دار پاکستان مرکنٹائل ایکسچینج (PMEX) ہے اور پی ایم ای ایکس کی نگرانی میں اس مقصد کے لیے ضمانتی انتظام کی ایک کمپنی تشکیل دی جا رہی ہے۔

حکومت نے اہم زرعی خام مال (مثلاً کھاد، پانی اور بجلی) کے لیے زراعانت کی فراہمی جاری رکھی ہوئی ہے اور نشانیہ قیمتیں مقرر کر کے اور اہم فصلوں کی براہ راست خریداری کے ذریعے بازار میں مداخلت کرتی ہے۔[13] اگرچہ ایسی مداخلت سے بنیادی غذائی اشیا کی مناسب رسد کی فراہمی میں مدد ملتی ہے لیکن اس کے نتیجے میں بلند ہوتی معاشی لاگت کے متعلق خدشات میں اضافہ ہوتا جا رہا ہے۔ خصوصاً خاصی حکومتی اعانت کے باوجود اس شعبے میں اختراع اور پیداواریت کے فوائد کا فقدان ہے کیونکہ فصلوں کی یافت پست سطح پر ہے (**جدول 2.5**) اور کٹائی کے نقصانات کی سطح تشویشناک حد تک بلند ہے۔[14] مستقبل میں قدرتی وسائل (خصوصاً پانی) پر دباؤ بڑھنے سے زرعی پیداوار کو شدید مشکلات کا سامنا کرنا پڑ سکتا ہے جس کے ملک کے غذائی تحفظ پر سنگین اثرات مرتب ہو سکتے ہیں۔

فی الوقت پاکستان کی غذائی رسد ملکی ضروریات پوری کرنے کے لیے کافی ہے۔ تاہم ناقص انفرا اسٹرکچر اور آمدنی میں بڑھتی ہوئی عدم مساوات غذائی تحفظ کو خطرے میں ڈال سکتی ہے۔[15] ملک کو اپنی پالیسی ترجیحات پر نظرثانی کی ضرورت ہے تاکہ اس بات کو یقینی بنایا جاسکے کہ غذائی اشیا کی دستیابی کی کوششوں میں تیزی آرہی ہے (مزید تفصیلات کے لیے دیکھئے خصوصی سیکشن 2.2)۔

گلہ بانی

زرعی شعبے میں سب سے زیادہ حصہ گلہ بانی کا ہے اور فصلوں کے بعد یہ دیہی آمدنی کا دوسرا بڑا ذریعہ ہے۔ اس شعبے کے پیداواری تخمینے زیادہ تر سابقہ مردم شماری کی شرح نمو پر مبنی ہیں[16] عام طور پر یہ تخمینے اتنے درست نہیں ہوتے جتنے کہ مردم شماری سے اخذ کردہ شرحیں ہوتی ہیں۔ اس لیے یہ مردم شماری کے درمیانی برسوں میں قریبی حد کے اندر ہوتے ہیں۔ م س12ء کے دوران ذیلی شعبہ گلہ بانی کی نمو گذشتہ برس جتنی یعنی 4 فیصد رہی۔

گلہ بانی چھوٹے کاشت کاروں کے لیے بچت اور سرمایہ کاری کا بڑا ذریعہ ہونے کے باعث معاشی ترقی میں مرکزی حیثیت رکھتی ہے۔ خصوصاً بڑھتی ہوئی آبادی، بلند آمدنی اور شہروں کے تیزی سے پھیلنے کے نتیجے میں پیدا ہونے والی بلند عالمی طلب کو پورا کرنے کے لیے متعدد ترقی پذیر ملکوں نے اپنی گلہ بانی کی پیداوار میں اضافہ کیا ہے (**جدول 2.6**)۔

جدول 2.4: کھاد کی فروخت وقیمتیں

	حجم (000 ٹن)		قیمتیں (روپیہ/فی تھیلا)	
	یوریا	ڈی اے پی	یوریا	ڈی اے پی
خریف				
م س11ء	2,777	471	852	2,625
م س12ء	3,014	486	1,461	4,049
فیصد فرق	8.5	3.2	71.5	54.2
ربیع				
م س11ء	3,160	815	985	3,142
م س12ء	2,710	564	1,766	4,138
فیصد فرق	-14.2	-30.8	79.3	31.7

ماخذ: سپارکو

شکل 2.4: فصل کی پیداواری قیمتیں بمقابلہ خام مال کی قیمتیں (نمو 12-ایم ایم اے)

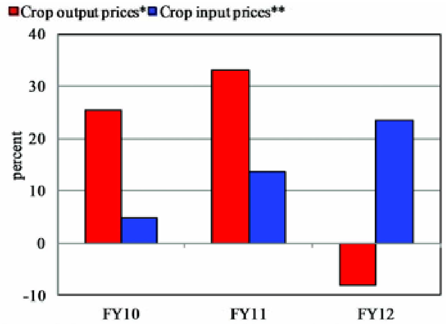

* WPI of wheat, rice, sugar crops and fiber crops (incl. cotton)
** WPI of tractors, fertilizers, insecticides and pesticides
Source: Pakistan Bureau of Statisteis

جدول 2.5: اہم فصلوں کی یافت کا فرق

ٹن فی ہیکٹر

	جدت پسند کاشت کاری یافت	قومی 3 سالہ اوسط یافت	فرق (فیصد)
گندم	4.6	2.6	43.5
کپاس	2.6	1.8	30.8
گنا			
سندھ	200	55	72.5
پنجاب	130	50	61.5
مکئی	6.9	2.9	58.0
چاول	3.8	2.1	44.7

ماخذ: غذائی سیکورٹی پر ٹاسک فورس کی حتمی رپورٹ، منصوبہ بندی کمیشن، 2009ء۔

13 گندم کی امدادی قیمت بڑھا کر 1050 روپے فی 40 کلوگرام کردی گئی۔ درآمدی کھاد پر بھاری زراعانت دیا گیا اور بجلی کے شعبے کا 25 فیصد زراعانت زرعی شعبے کو دیا جارہا ہے۔

14 غذائی تحفظ پر منصوبہ بندی کمیشن کی رپورٹ سے پتہ چلتا ہے کہ گندم اور دیگر اناجوں کی رسدی زنجیر میں 10 فیصد سے زائد نقصانات ہوتے ہیں۔ باغبانی کی مصنوعات میں ان نقصانات کا تناسب 30 تا 40 فیصد ہے۔

15 غذائی تحفظ ایک مجموعی تصور ہے جس میں پیداوار سے لے کر لوگوں کے اصل پیداوار کو جذب کرنے تک پوری غذائی رسدی زنجیر آجاتی ہے۔

16 حالیہ تخمینوں میں 1996ء کی مردم شماری کے مقابلے میں 2006ء میں ہونے والی مردم شماری کی شرح نمو کو استعمال کیا جاتا ہے۔ گلہ بانی کی سرشماری (ہیڈ کاؤنٹ) مردم شماری کی درمیانی نمو پر مبنی ہے جبکہ گلہ بانی مصنوعات کی مقدار کو ہر مصنوعہ کے کچھ معین تناسب (جیسے ایک بھینس کی دودھ کی اوسط یافت) اور کچھ اضافی معلومات (جیسے مرغبانی اور انڈوں کی پیداوار کی تعداد) کی بنیاد پر اخذ کیا جاتا ہے۔

ان میں سے بعض ملکوں میں تکنیکی ترقی اور آمدنی میں اضافے نے شعبہ گلہ بانی میں اہم ساختی تبدیلیوں کی راہ دکھائی ہے[17] مثلاً چین نے گوشت (گائے اور بچھڑے) کی عالمی پیداوار میں اپنے حصے میں اضافہ کیا ہے اور یہ 1980ء کے 0.6 فیصد سے بڑھ کر 2011ء میں تقریباً 10 فیصد تک پہنچ چکا ہے۔[18] اسی طرح برازیل نے اسی مدت کے دوران اپنے حصے کو دگنا کرتے ہوئے اسے 16 فیصد تک پہنچا دیا ہے۔ اسی طرح خنزیر کے گوشت کی منڈی میں چین نے اپنے حصے کو 1980ء کے 23 فیصد سے بڑھا کر 2011ء میں 49 فیصد تک کر دیا۔ اگرچہ ترقی یافتہ اور ترقی پذیر دونوں ممالک میں مرغی کے گوشت کی پیداوار تقریباً برابر ہے تاہم چین میں شرح نمو بہت بلند سطح پر رہی ہے۔

ان ترقی پذیر ملکوں کے مقابلے میں پاکستان میں گلہ بانی کی پیداوار میں نمایاں تبدیلی نہیں آسکی۔ اگرچہ پاکستان کی کارکردگی معقول معلوم ہوتی ہے لیکن پاکستان مویشیوں کی تعداد کے لحاظ سے جتنا بلند درجہ رکھتا ہے اس کے پیش نظر اس کی کارکردگی کی موجودہ سطح امکانات سے بہت کم ہے۔ اقوام متحدہ کے ادارہ خوراک وزراعت کی درجہ بندی کے مطابق پاکستان بھینسوں کی تعداد کے لحاظ سے دوسرے، بکریوں کی تعداد کے لحاظ سے چوتھے، گائے بیلوں کی تعداد کے لحاظ سے ساتویں اور بھیڑوں کی تعداد کے لحاظ سے آٹھویں نمبر پر ہے۔ اس کے باوجود پاکستان اپنے اس ذخیرے سے فائدہ اٹھا کر قدر اضافی بڑھانے میں کامیاب نہیں ہوسکا۔

جدول 2.6: منتخب ممالک میں گلہ بانی کی پیداوار کی نمو

سالانہ اوسط نمو۔ فیصد میں

	2000 تا 2005ء	2005 تا 2010ء	2000 تا 2010ء
ویت نام	8.1	6.3	7.2
ملائشیا	4.9	6.5	5.7
انڈونیشیا	5.1	4.6	4.8
مصر	3.2	4.2	3.7
بھارت	3.4	4.0	3.7
پاکستان	2.8	4.4	3.6
برازیل	5.4	0.8	3.1
چین	3.5	2.7	3.1
تھائی لینڈ	1.1	4.6	2.8
ترکی	1.7	3.5	2.6
میکسیکو	2.7	1.8	2.3
ارجنٹائن	1.7	-0.4	0.6
آسٹریلیا	-0.4	-0.7	-0.6

ماخذ: عالمی بینک

2.3 صنعت

مس12ء کے دوران صنعتی شعبے میں 3.4 فیصد نمو ہوئی جو گذشتہ برس کے 0.7 فیصد سے زیادہ ہے۔ اس نمایاں بحالی کے باوجود مس12ء میں صنعتی کارکردگی کو اطمینان بخش قرار نہیں دیا جاسکتا۔ چھوٹے پیمانے کی اشیا سازی میں قدر اضافی کی نمو جسے ہر سال 7.5 فیصد پر مستقل فرض کیا جاتا ہے، صنعتی سرگرمیوں میں ہونے والے مجموعی اضافے میں اس کا حصہ 45 فیصد ہے (**جدول 2.7**)۔ ہمارے خیال میں سال کے دوران ایس ایم ای آمدات میں ہونے والی بھاری کمی (مثلاً ملبوسات، بستر کی چادریں، کھیلوں کا سامان اور بجلی کے پنکھے) کے پیش نظر مذکورہ نمو کا تخمینہ اصل سے زائد معلوم ہوتا ہے۔

جدول 2.7: زمرہ وار صنعتی نمو

فیصد		نمو			نمو میں حصہ	
زمرہ	صنعت میں حصہ	مس10ء	مس11ء	مس12ء	مس11ء	مس12ء
صنعت		6.1	0.7	3.4		
بجلی وگیس	8.6	6.2	-7.2	-1.6	-0.7	-0.1
تعمیرات	8.5	16.3	-7.1	6.5	-0.6	0.5
کان کنی	9.4	2.2	-1.3	4.4	-0.1	0.4
چھوٹے پیمانے کی اشیا سازی	21	7.5	7.5	7.5	1.4	1.5
بڑے پیمانے کی اشیا سازی	46.9	4.8	1.1	1.8	0.5	0.8
	بڑے پیمانے کی اشیا سازی میں حصہ	مس10ء	مس11ء	مس12ء	مس11ء	مس12ء
صارفی اشیاء	41.1	3.0	7.0	4.9	3.0	2.2
پائیدار صارفی اشیاء	7.0	31.8	8.2	5.8	0.5	0.4
غیر پائیدار	34.2	-0.8	6.8	4.7	2.5	1.8
وساطتی	55.5	-2.4	-2.4	-1.3	-1.3	-0.7
اشیائے سرمایہ	3.3	13.2	-7.2	-13.0	-0.2	-0.3

ماخذ: پاکستان دفتر شماریات، اسٹیٹ بینک کا حساب

دوسرے، بڑے پیمانے کی اشیا سازی (ایل ایس ایم) میں بہتری چند شعبوں تک مرتکز رہی (**شکل 2.5**)۔ رسدی مسائل کی وجہ سے کئی صنعتوں کو پیداوار میں کمی کا سامنا کرنا پڑا جس سے درآمدات کی ضرورت بڑھ گئی (**شکل 2.6**)۔ برآمدی فروخت میں مندی (جیسے ٹیکسٹائل اور جوتے)، پست زرعی پیداوار (جیسے چینی اور گندم کی پسائی) اور صارفین کی جانب سے

17 نئی ٹیکنالوجی کے ذریعے بڑے پیمانے کے جانوروں کے فارموں کو گوشت کے ذبیحہ، پروسیسنگ اور تقسیم کے بہتر نظاموں سے چلانے میں مدد ملی۔ اب یہ صنعت معیار، حفظان صحت اور حفاظتی معیارات کے تقاضوں کو پورا کرتے ہوئے مختلف اقسام کی تازہ اور پروسیس کی گئی اشیا (جیسے پکی ہوئی، ریفریجریٹر میں محفوظ اور کھانے کے لیے تیار) پیش کررہی ہے۔

18 گوشت کی پیداوار عام طور پر صَرف کے ساتھ بڑھتی ہے۔ مثلاً چین میں گوشت کا فی کس استعمال 1980ء کے 13.7 کلوگرام/سال سے بڑھ کر 2005ء میں 59.5 کلوگرام/سال ہوگیا۔

درآمدی اشیا (جیسے کار اور گھریلو برقی اشیا) کو ترجیح دینے کے رجحان کے باعث ان شعبوں کی نمو میں کسی قدر سست روی دیکھی گئی جن کا بڑے پیمانے کی اشیا سازی کے اشاریے میں قدرے زیادہ وزن ہے۔

سال کے دوران صرف تعمیرات کے شعبے میں مضبوط نمو دیکھی گئی جس کی وجوہات میں سیلاب کے بعد تعمیر نو کی سرگرمیاں، سرکاری تعمیرات میں اضافہ، منصوبہ جاتی قرضوں کی آمد اور نجی شعبے کی طلب کا دوبارہ بڑھنا شامل ہیں۔ نتیجتاً تعمیرات پر مبنی صنعتوں (بشمول سیمنٹ، شیشہ، لکڑی وغیرہ) نے بھی سال کے دوران اچھی کارکردگی کا مظاہرہ کیا۔[19]

شکل 2.5: م س 12ء کے دوران بڑے پیمانے کی اشیا سازی کے شعبوں کی کارکردگی

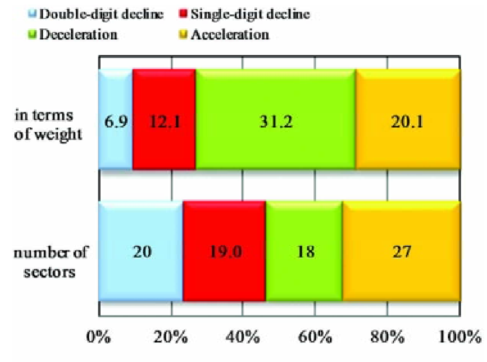

Source: Pakistan Bureau of Statistics

بڑے پیمانے کی اشیا سازی کی وساطتی اشیا میں مسلسل چوتھے برس کمی کا رجحان رہا۔ اسٹیٹ بینک کے جائزوں میں بار ہا فولاد، پٹرولیم کی صفائی اور کھاد کے شعبوں کو درپیش مسائل بیان کیے جا چکے ہیں جن کی وجہ سے وہ پیداواری گنجائش سے خاصی کم سطح پر کام کر رہے ہیں۔ یہ توانائی (گردشی قرضہ) اور کھاد (گیس کی قلت) کے شعبے کو درپیش ایک اہم مسئلہ ہے۔ مزید برآں کھاد کی درآمدات کے متعلق ایڈہاک پالیسی فیصلوں[20] اور پاکستان اسٹیل ملز کی تشکیل نو میں تاخیر ان صنعتوں کی مالی ساخت کو کمزور کرنے کا باعث بنی ہے۔[21]

شکل 2.6: اہم وساطتی اشیا کی مقامی پیداوار کا کم ہوتا حصہ

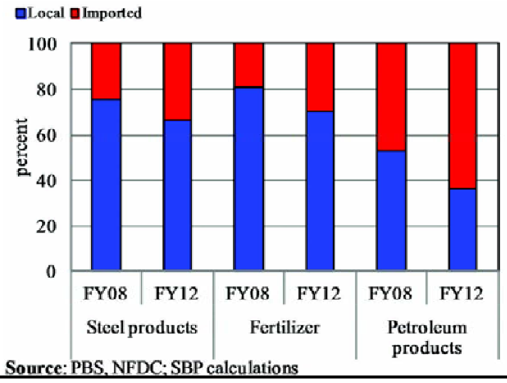

Source: PBS, NFDC; SBP calculations

اس کے مقابلے میں صارفی اشیا کے شعبے نے مسلسل دوسرے برس مضبوط نمو دکھائی۔ غذائی اشیا کی پروسیسنگ کرنے والی صنعتوں کو عمدہ فصلوں اور افغانستان سے بڑھتی ہوئی طلب سے فائدہ پہنچا جبکہ پائیدار اشیا کی صنعت کو ڈیوٹی کی موافق ساخت اور بڑھتی ہوئی ملکی طلب سے تقویت حاصل ہوئی۔[22] ہم سمجھتے ہیں کہ پائیدار اشیا کے شعبے نے اپنی صلاحیت سے کم کارکردگی دکھائی ہے کیونکہ ملکی طلب کے بڑے حصے کو دستیاب پیداواری گنجائش کے باوجود درآمدات سے پورا کیا گیا تھا۔ مثلاً اگرچہ کاروں، ربڑ کے ٹائروں، جوتوں، ریفریجریٹرز اور ادویات کی پیداوار میں اضافہ ہوا تھا لیکن سال کے دوران ان اشیا کی درآمدات بھی بڑھ گئیں (جدول 2.8)۔ ٹی وی سیٹس کے معاملے میں درآمدات/اسمگل شدہ اشیا کا بڑھتا ہوا نفوذ مقامی پیداوار میں کمی کا باعث بنا۔ اس رجحان سے مقامی صنعت کو درپیش اہم مسابقتی مسائل کی نشاندہی ہوتی ہے جن میں سے ایک زرمبادلہ حاصل کرنے کے لیے غیر رسمی بازار یعنی کرب مارکیٹ کا استعمال ہے۔

جدول 2.8: م س 12ء میں صارفی پائیدار اشیا کی پیداوار اور درآمد

فیصد نمو

	پیداوار	درآمدات
کاریں	14.7	268.0
ربڑ ٹائر اور ٹیوب	-23.2	12.0
جوتے	2.3	6.8
ریفریجریٹرز	7.7	79.6
ایئر کنڈیشنر	-6.5	50.9
ادویات	7.0	5.4
برقی پنکھے	-4.3	17.8

ماخذ: پاکستان دفتر شماریات

19 م س 12ء کے دوران سیمنٹ اور شیشے کے ذیلی شعبوں میں بالترتیب 2.7 فیصد اور 1.8 فیصد نمو ہوئی تھی۔

20 دیکھئے ضمیمہ 3، اسٹیٹ بینک کی تیسری سہ ماہی رپورٹ، مالی سال 12ء۔

21 کھاد درآمد کرنے کی پالیسی کے متعلق تفصیلات کے لیے دیکھئے اسٹیٹ بینک کی مالی سال 12ء کے لیے تیسری سہ ماہی رپورٹ میں کھاد کا سیکشن۔

22 حکومت نے م س 12ء کے بجٹ میں گاڑیوں اور الیکٹرانک اشیا پر وفاقی ایکسائز ڈیوٹی میں کمی کر دی تھی۔

گھریلو استعمال کے آلات اور گاڑیوں کے ضمن میں بلند ملکی قیمتیں ایک اہم مسئلہ رہیں۔ اس کی وجوہات اسمبلنگ کی بلند لاگت اور پیدا کنندگان کے بھاری مارجن ہوسکتی ہیں۔مزید برآں کچھ ایسی مصنوعات بھی ہیں جنہیں مقامی طور پر اسمبل نہیں کیا جاتا۔یہی وجہ ہے کہ صارفین مقامی طور پر تیار کی جانے والی نئی گاڑیوں پر درآمد شدہ ری کنڈیشنڈ گاڑیوں کو ترجیح دیتے ہیں جبکہ وہ درآمدی پنکھوں، بلب،لکڑی کے فرنیچر کو بھی مقامی طور پر تیار کی جانے والی مصنوعات پر ترجیح دیتے ہیں۔[23]

شکل 2.7: پاکستان کی جوتوں میں تجارت

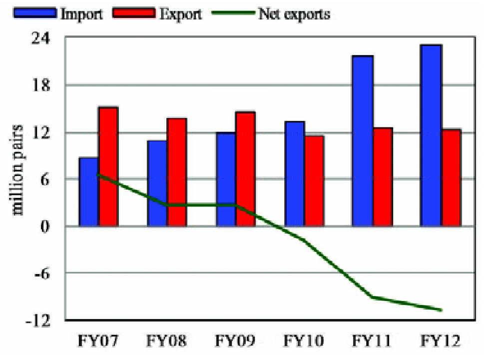

Source: Pakistan Bureau of Statistics

اسی طرح جوتوں کی مقامی صنعت کو چین، تھائی لینڈ اور ویت نام سے درآمد کی جانے والی مصنوعات سے سخت مقابلہ درپیش ہے۔گذشتہ برسوں میں پاکستان جوتوں کا خالص برآمد کنندہ رہا ہے تاہم گذشتہ تین برسوں کے دوران یہ خالص درآمد کنندہ بن چکا ہے (**شکل 2.7**)۔انفرادی شواہد سے پتہ چلتا ہے کہ درآمدی مصنوعات نچلی تا درمیانی آمدنی والے گھرانوں کی ضروریات پوری کرتی ہیں۔ایسا ہی رجحان کپڑے کی صنعت میں بھی دیکھنے میں آیا ہے اور عام مارکیٹیں چین اور تھائی لینڈ کی مصنوعات سے بھری پڑی ہیں۔مزید برآں استعمال شدہ کپڑوں کی درآمدات میں بھی تیزی سے اضافہ ہورہا ہے جس سے ظاہر ہوتا ہے کہ مقامی اشیا ساز مقابلہ نہیں کرسکتے۔[24]

یہ رجحانات اطمینان بخش نہیں ہیں۔اس کا سبب یا تو یہ ہے کہ اشیا سازی کے بلند مارجن مقامی مصنوعات سازوں کے لیے بلند ہیں یا پھر اس کی وجہ یہ ہوسکتی ہے کہ مقامی اشیا ساز پیداوار میں صارفین کی طلب کو مدنظر نہیں رکھتے۔ہمیں ایک بات کا یقین ہے: اپنے صارفین کو متوجہ کرنے کے لیے اشیا سازوں کو نہ صرف مارکیٹنگ بڑھانی ہوگی بلکہ اپنی مصنوعات کو بدلتی ہوئی پسند اور ذوق سے ہم آہنگ کرنا ہوگا۔

ہمارے خیال میں پائیدار صارفی اشیا کے شعبے میں ملکی سرمایہ کاری (اور نئے کاروبار) کے معیار کو بڑھایا جانا چاہیے۔مزید برآں گذشتہ پانچ برسوں میں کھاد، سیمنٹ، فولاد اور پٹرولیم کی صفائی کے سوا کسی شعبے میں زیادہ سرمایہ کاری نہیں ہوئی۔مثال کے طور پر مضبوط طلب کے باوجود اب بھی موبائل فونز اور ان کا جزوی سامان، ریچارج ہونے کے قابل پنکھے، توانائی بچانے والے بلب، مصنوعی ریشے سے تیار ہونے والے کپڑے، گاڑیوں کے پرزوں کی مولڈز اور ڈائیز، پروسیس شدہ/ پاؤڈر دودھ، بچوں کے ملبوسات، عام برقی اشیا، ریموٹ کنٹرول اور دفتری ساز وسامان جیسے شعبوں کی مقامی اشیا سازی کی پیداوار بہت معمولی یا نہ ہونے کے برابر ہے۔اسی طرح مضبوط زرعی بنیاد ہونے کے باوجود پاکستان کو اناجوں، میکرونی/ پاستا، جوس، چٹنی، مسالوں وغیرہ جیسی غذائی مصنوعات کی درآمدات پر ہر سال کروڑوں ڈالر خرچ کرنا پڑتے ہیں۔[25] مزید برآں بہت سی صارفی صنعتوں میں مقامی فرمیں تحقیق وترقی میں سرمایہ کاری نہ کرنے کے باعث بازار میں اپنے حصے سے محروم ہورہی ہیں اور پرانے ڈیزائن اور پست معیار کی مصنوعات مہیا کررہی ہیں۔اس لیے دیکھنے میں آیا ہے کہ ملبوسات، جوتے، گھریلو آرائش کا سامان جیسے ٹائل، فرنیچر، باورچی خانے کا سامان، ٹیبل ویئر اور سینٹری اشیا جیسی درآمدی مصنوعات ملکی منڈی میں اپنی جگہ بنا رہی ہیں۔

صارفی مصنوعات کے ملکی اشیا سازوں کو بلند ملکی طلب اور دستیاب مصنوعات کے بارے میں آگاہی کے ساتھ نہ صرف اپنے اشیا سازی کے یونٹوں کی تازہ کاری کرنی چاہیے بلکہ یہ حکمت عملی بھی وضع کرنی چاہیے کہ انہیں کس وقت کیا اقدام کرنا ہے۔ملکی منڈی کو دوبارہ اپنے تصرف میں لانے کو ہدف بنانا چاہیے، خاص طور پر جب عالمی منڈی کے حالات سازگار نہ ہوں۔ یہ کہنا آسان ہے، کرنا مشکل۔ توانائی اور سلامتی کے مسلسل مسائل نے سرمایہ کاری کے لیے پرکشش ماحول اور ترغیب کو نقصان پہنچایا ہے۔مسابقتی فرق کو ختم کرنے کے لیے ان مسائل کو حل کرنا، اور صَرف پر مبنی نمو کو زیادہ پائیدار بنانا اور بہبود کو بڑھانا ضروری ہے۔

23 بھاری طلب کے باوجود دوبارہ چارج ہونے کے قابل پنکھے اور توانائی بچانے والے بلب مقامی طور پر تیار نہیں کیے جا رہے ہیں۔

24 مس12ء میں استعمال شدہ کپڑوں کی درآمد بڑھ کر 14 کروڑ 80 لاکھ ڈالر تک پہنچ گئی جبکہ مس09ء میں 12 کروڑ 86 لاکھ ڈالر تھی۔

25 مضبوط زرعی بنیاد اور پسائی کی بڑی صنعت ہونے کے باوجود مس12ء کے دوران پاکستان نے پاستا، اناج اور آٹے کی دیگر تیار اشیا، نشاستہ اور دودھ کی درآمد پر 9 کروڑ 13 لاکھ ڈالر خرچ کیے۔اسی طرح پاکستان نے سال کے دوران پھلوں کے جوس پر ایک کروڑ 42 لاکھ ڈالر اور ایک کروڑ 77 لاکھ ڈالر سبزیوں اور پھلوں کی تیار اشیا پر صرف کیے تھے۔

2.4 خدمات

م س12ء کے دوران خدمات کے شعبے کا جی ڈی پی کی نمو میں 55 فیصد سے زائد حصہ تھا۔ م س 11ء میں خدمات کے شعبے کی نمو کو بڑھانے میں حکومتی تنخواہوں میں بھاری اضافے اور سیلاب سے متعلق سماجی اخراجات نے اہم کردار ادا کیا تھا جبکہ م س 12ء کی کارکردگی سے تقریباً تمام ذیلی شعبوں میں بہتری کی عکاسی ہوتی ہے۔[26] تاہم مذکورہ عوامل کی غیر موجودگی کے باعث م س 12ء کے دوران خدمات کے شعبے کی نمو کچھ کمی کے بعد 4 فیصد رہ گئی جو مالی سال 11ء میں 4.4 فیصد تھی (**جدول 2.9**)۔

مسلسل تین برسوں (م س09ء تا م س 11ء) تک کمی کے بعد م س 12ء کے دوران مالیات و بیمہ کے شعبے کے قدر اضافی نے دوبارہ مضبوطی کا مظاہرہ کیا (**جدول 2.10**)۔ کمرشل بینکوں کے علاوہ بیمہ کمپنیوں اور پنشن فنڈز نے بھی اس بہتری میں اہم کردار ادا کیا۔ بے خطر حکومتی وثیقہ جات میں سرمایہ کاری کے نتیجے میں ملنے والے بھاری منافع سے اس ذیلی شعبے کی قدر اضافی کو بڑھانے میں مدد ملی۔[27] کمرشل بینکوں نے غیر فعال قرضوں کے اضافی حجم میں سست روی اور اسٹیٹ بینک کی جانب سے تموین کی شرائط میں نرمی سے بھی فائدہ اٹھایا۔[28] آخر میں، اسٹیٹ بینک کے منافع میں مضبوط نمو سے بھی اس شعبے کے قدر اضافی کو تقویت حاصل ہوئی (**جدول 2.10**)۔

تھوک و خردہ تجارت میں گذشتہ برس کے مقابلے میں زیادہ تبدیلی نہیں آسکی۔ اشیا سازی میں بہتری کے ساتھ ساتھ ہوٹل کی صنعت میں مسلسل توسیع سے اس ذیلی شعبے کی کارکردگی کو بہتر بنانے میں مدد ملی (**جدول 2.11**)۔

گذشتہ چند برسوں کے دوران ہوٹلوں اور ریستورانوں کی تعداد میں بتدریج اضافے کا سبب بڑھتی ہوئی طلب ہے جو آمدنی کی بلند سطح اور بڑھتی ہوئی غیر رسمی معیشت کی عکاس ہے (دیکھئے چوتھا باب)۔ درحقیقت ملک کے بڑے شہری مراکز میں کئی شاپنگ مال اور سپر مارکیٹیں کھل چکی ہیں جو تجارتی کاروبار میں ایک بڑی تبدیلی کو ظاہر کرتی ہیں۔ ان رجحانات سے پاکستان کی بنیادی تجارتی سرگرمیوں کو بڑھانے میں مدد ملنی چاہیے۔

جدول 2.9: خدمات کے شعبے کی نمو میں حصہ

فیصد

	نمو			حصہ	
	م س11ء	م س12ءہ	م س12ء	م س11ء	م س12ء
خدمات میں نمو	4.4	5.0	4.0	4.4	4.0
تھوک و خردہ تجارت	3.5	5.0	3.6	1.1	1.1
مال برداری، ذخیرہ کاری و مواصلات	0.9	4.5	1.3	0.2	0.2
مالیات و بیمہ	-1.4	0.2	6.5	-0.1	0.6
جائے سکونت کی ملکیت	1.8	3.5	3.5	0.1	0.2
نظم عامہ و دفاع	14.2	6.0	2.6	1.8	0.3
کمیونٹی، سماجی و ذاتی خدمات	6.9	7.0	6.8	1.6	1.6

ہ: ہدف

ماخذ: پاکستان دفتر شماریات

جدول 2.10: مالیات و بیمہ کی قدر اضافی میں حصہ

فیصد

	نمو		حصہ	
	م س11ء	م س12ء	م س11ء	م س12ء
مالیات و بیمہ	**-1.4**	**6.5**	**-1.4**	**6.5**
اسٹیٹ بینک	**-3.4**	**6.7**	**-1.1**	**2.1**
دیگر ڈپازٹری کارپوریشنز	**-0.6**	**1.4**	**-0.3**	**0.7**
دیگر مالی وساطتی ادارے	**0.1**	**6.4**	**0.0**	**0.5**
بیمہ و پنشن فنڈز	**-0.2**	**28.7**	**0.0**	**3.3**

ماخذ: پاکستان دفتر شماریات

جدول 2.11: تھوک و خردہ تجارت کی حقیقی نمو میں فیصد درجے حصہ

فیصد

	م س11ء	م س12ء
تھوک و خردہ تجارت	3.5	3.6
فصلیں	-0.1	-0.2
دیگر زراعت	0.4	0.4
اشیا سازی	1.4	1.7
درآمدات	0.1	-0.2
ہوٹل و ریستوران	1.8	1.9

ماخذ: پاکستان دفتر شماریات

26 خدمات کے شعبے میں صرف نظم عامہ و دفاع وہ شعبہ تھا جس میں م س 11ء میں ہونے والی 14.2 فیصد نمو کے بعد تیزی سے کمی آئی اور یہ م س 12ء میں سکڑ کر 2.6 فیصد رہ گئی۔ اس میں نمایاں کمی تشویشناک نہیں کیونکہ یہ م س 12ء میں حکومتی تنخواہوں اور سیلاب سے متعلق سماجی اخراجات کی عدم موجودگی کو ظاہر کرتی ہے۔ نظم عامہ و دفاع کا جی ڈی پی میں اضافہ قدر ہر سطح کے سرکاری ملازمین کی اجرتوں و تنخواہوں (وفاقی، صوبائی اور ضلعی و تحصیل میونسپل انتظامیہ) اور دفاعی اخراجات پر مشتمل ہوتا ہے۔

27 کمرشل بینکوں میں سرمایہ کاری و قرضوں کا تناسب جون 2011ء میں 77.4 فیصد تھا جو جون 2012ء میں بڑھ کر تقریباً 92 فیصد تک پہنچ گیا۔ چونکہ ان بے خطر اثاثوں پر سرمائے کی شرائط لاگو نہیں ہوتیں اس لیے اثاثوں کے اجزائے ترکیبی میں تبدیلی سے بینکوں کی نفع یابی میں خاصی بہتری آئی ہے۔

28 نومبر 2009ء اور اکتوبر 2011ء میں اسٹیٹ بینک نے بینکوں کے لیے ضمانتوں کی قیمت فروخت لازم پر تموین کی شرائط میں نرمی کر دی تھی۔

م س12ء کے دوران پاکستان ریلوے اور پی آئی اے کے نقصانات کا سلسلہ جاری رہنے کے باوجود ٹرانسپورٹ، ذخیرہ کاری و مواصلات کا اضافہ قدر معمولی سا بڑھا جس کا سبب تیل کی (پائپ لائن سے) منتقلی اور ٹیلی مواصلات شعبے کی بہتر کارکردگی ہے (**جدول 2.12**)۔[29] کچھ عرصہ سے سرکاری شعبے کے ان اداروں (پی ایس ایز) کی مالی حالت سدھارنے کے منصوبوں پر بحث کی جا رہی ہے تاہم ان اداروں میں وسائل کا زیاں روکنے کے لیے ہنگامی اور ٹھوس اقدامات کی ضرورت ہے (**باکس 2.2**)۔

جدول 2.12: مال برداری، ذخیرہ کاری اور مواصلات

فیصد	نمو		حصہ	
	م س11ء	م س12ء	م س11ء	م س12ء
مال برداری، ذخیرہ کاری اور مواصلات	0.9	1.3	0.9	1.3
پاکستان ریلویز	178.5	-73.3	-0.35	0.40
آبی مال برداری	-1.7	-3.1	-0.05	-0.09
فضائی مال برداری	17.4	-27.9	0.85	-1.58
پائپ لائن مال برداری	-2.7	34.6	-0.01	0.16
مواصلات	-11.6	0.9	-1.71	0.12
روڈ ٹرانسپورٹ	2.8	2.9	2.09	2.18
ذخیرہ کاری	2.1	2.1	0.06	0.06

ماخذ: پاکستان دفتر شماریات

م س12ء کے دوران ٹیلی مواصلات کے شعبے کا اضافہ قدر 0.9 فیصد بڑھا جبکہ م س11ء کے دوران اس میں 11.6 فیصد کمی آئی تھی۔ دستیاب اعداد و شمار سے ظاہر ہوتا ہے کہ جولائی تا مارچ 2012ء کے دوران ٹیلی مواصلات کے محاصل خصوصاً موبائل فون آپریشن میں اضافہ ہوا ہے (**جدول 2.13**)۔ ہم سمجھتے ہیں کہ فرموں کے درمیان سخت مقابلے کے باعث اوسط محاصل فی صارف کم ہوئے ہیں تاہم ٹیلی مواصلات خدمات کے استعمال میں بتدریج اضافے سے محاصل کو تقویت حاصل ہو رہی ہے۔ اہم بات یہ ہے کہ ملک میں مجموعی گنجانیت گذشتہ چھ برسوں میں دگنے اضافے کے ساتھ بڑھ کر مئی 2012ء تک 72.1 فیصد تک پہنچ چکی ہے۔[30]

جدول 2.13: ٹیلی کام شعبے کے محاصل کی نمو

فیصد	موبائل فون	دیگر	کل
م س08ء	36.8	-5.9	18.2
م س09ء	16.6	26.0	19.9
م س10ء	11.1	-11.4	3.1
م س11ء	11.3	-6.9	5.4
م س12ء*	14.2	4.4	13.6

ماخذ: پاکستان ٹیلی کمیونیکیشن اتھارٹی

* جولائی تا مارچ

شکل 2.1.1: ٹرانسپورٹ کے شعبے کے پی ایس ایز کا مالیاتی بوجھ بلحاظ جی ڈی پی فیصد

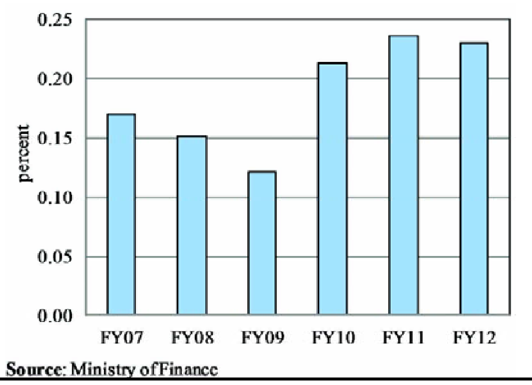

باکس 2.1: ٹرانسپورٹ شعبے کے پی ایس ایز کی اصلاحات میں پیش رفت

پی ایس ایز میں اصلاحات متعارف کرانے کے لیے کوششیں جاری ہیں تاہم م س12ء کے دوران گھاٹے میں چلنے والے ان اداروں کی کارکردگی میں کوئی بہتری دیکھنے میں نہیں آئی۔ خصوصاً 2011ء میں پاکستان ریلوے کا خسارہ گذشتہ برس جتنا رہا تھا۔ اسی طرح 2010ء میں پی آئی اے کا فاضل 2011ء میں بڑے خسارے میں تبدیل ہو گیا۔ اس طرح ان سرکاری اداروں کی مالی مشکلات م س12ء کے دوران حکومتی وسائل پر دباؤ میں اضافے کا باعث بنیں (**شکل 2.2.1**)۔

2010ء سے سرگرم عمل کابینہ کمیٹی برائے تشکیل نو (سی سی او آر) بعض ساختی اصلاحات کو حتمی شکل دے چکی ہے۔ تشکیل نو منصوبوں کے اہم ستون یہ ہیں:

الف) نظم و نسق کی ساخت میں بہتری لانا

ب) مالی استحکام کا حصول

29 م س12ء کے دوران پائپ لائن ٹرانسپورٹ میں 34.6 فیصد اضافہ ہوا جبکہ م س11ء کے دوران اس میں 2.7 فیصد کمی آئی تھی۔ ایندھن کی بلند درآمدات اس رجحان میں تیزی سے تبدیلی کا ایک سبب ہیں۔ یہ اضافہ قدر اس درآمدی پٹرولیم کی (پائپ لائنوں کے ذریعے) کراچی سے ملک کے شمالی علاقوں کو منتقلی کے باعث حاصل ہوا تھا۔

30 م س06ء میں گنجانیت صرف 26.3 فیصد تھی۔

ج) عملی تشکیل نو کرنا

د) نجی شعبے کی شرکت کو فروغ دینا، اور

و) ضرورت پڑنے پر معاون قانونی فریم ورک متعارف کرانا

ان جامع اصلاحات کے ہنگامی بنیادوں پر نفاذ کی ضرورت ہے کیونکہ ان میں کسی بھی قسم کی تاخیر سے ان اداروں کے مالی نقصانات مزید بڑھیں گے جس کے نتیجے میں حکومت کے مالیاتی بوجھ میں اضافہ ہو جائے گا۔

پی آئی اے

2010ء کے دوران نامیہ عملی فاضل حاصل کرنے کے بعد پی آئی اے کو 2011ء کے دوران 17.9 ارب روپے کے بھاری عملی نقصانات اٹھانا پڑے۔ 2011ء کے دوران تیل کی عالمی قیمتوں میں تیزی سے اضافے اور فضائی سفر کی گرتی ہوئی طلب پی آئی اے کی خراب کارکردگی کا باعث بنی۔

ان عوامل کے علاوہ ناقص نظم ونسق اور اصلاحات کے نفاذ میں سستی سال بھر پی آئی اے کی مالی پریشانیوں میں اضافے کا باعث بنتی رہی حتیٰ کہ فنڈز کی قلت نے فاضل پرزوں کی دستیابی میں تاخیر کر دی۔ عملی سرگرمیاں پہلے سے زیادہ پیچیدہ ہو گئیں کیونکہ طیاروں کی اوسط عمر دیگر ایئر لائنوں کے مقابلے میں خاصی زیادہ ہے (جدول 2.1.1)۔[31] اس لیے یہ امر حیران کن نہیں ہے کہ 2012ء میں 39 طیاروں کے شیڈولڈ فلیٹ میں سے طیاروں کی ایک بڑی تعداد فعال نہیں۔

اس وقت پی آئی اے 2010ء سے اپنی سرگرمیوں اور مالی پوزیشن میں بہتری لانے کے لیے وزارت خزانہ کے تعاون سے اپنا بزنس پلان تیار کر رہی ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ پانچ بوئنگ 777 طیاروں کے حصول کی کوششیں کی جا رہی ہیں۔ لیکن اہم اصلاحات (مثلاً پی آئی اے کے بورڈ آف ڈائریکٹرز کی تشکیل نو، انسانی وسائل کی اصلاح) ابھی تک تعطل کا شکار ہیں جبکہ قیادت میں بار بار تبدیلی کے باعث ان اصلاحات کا نفاذ دشوار ہو جاتا ہے۔

پاکستان ریلوے

م س 12ء کے دوران بھی پاکستان ریلوے کے محاصل میں کمی کا عمل جاری رہا جبکہ عملی اخراجات میں معمولی بہتری کا نتیجہ عملی نقصانات میں معمولی کمی کی صورت میں برآمد ہوا جو م س 11ء کے 31.1 ارب روپے سے کم ہو کر م س 12ء میں 30.4 ارب روپے ہو گئے تھے (**جدول 2.1.2**)۔

م س 12ء کے دوران تشکیل نو کے ضمن میں بعض اقدامات کیے گئے تھے جو یہ ہیں (i) نئے بورڈ آف ڈائریکٹرز کی تشکیل، جس نے ریلوے آرڈر میں ترمیم کے بعد کام کرنا شروع کیا تھا (ii) انجنوں کی بحالی کے لیے بینکاری نظام سے پاکستان ریلوے کی مالی امداد،[32] (iii) پاکستان ریلوے کے اثاثوں کے بہترین استعمال کو یقینی بنانے کے لیے اثاثہ جاتی انتظام کی ایک کمپنی کا قیام (iv) غیر اہم فرائض کی ادارے سے باہر منتقلی جیسے ٹکٹ کی فروخت وغیرہ کے لیے بھی اقدامات کیے جا رہے ہیں جن کا مقصد ریلوے کی کارکردگی میں بہتری لانا ہے اور (vi) سرکاری و نجی شراکت داری کو بڑھانے کے لیے نجی شعبے میں ٹرینیں (جیسے بزنس ایکسپریس آپریشنز کی شروعات کے بعد) چلانا۔

اس کے علاوہ حکومت نے م س 12ء کے دوران انجنوں کی خریداری اور ٹریک اور سگنل سسٹم کی بہتری کے لیے بھی رقوم مختص کی ہیں۔ نیشنل لاجسٹک سیل (این ایل سی) بھی مال بردار ٹرینوں کے لیے کوریا ریلوے سے ری کنڈیشنڈ انجن خریدنے کے مرحلے میں ہے۔

اصلاحات کی ان کوششوں کے باوجود انجنوں کی کم ہوتی تعداد م س 12ء کے دوران پاکستان ریلوے کی آمدنی بڑھانے کی کوششوں پر اثر انداز ہوتی رہی (**جدول 2.1.4** اور **جدول 2.1.3**)۔ جولائی تا فروری 2012ء میں پاکستان ریلوے سے سفر کرنے والے مسافروں کی تعداد کم ہو کر ڈھائی کروڑ رہ گئی جو م س 11ء میں 6 کروڑ 49 لاکھ تھی۔

جدول 2.1.1: پی آئی اے کے سرگرم فلیٹ کی تفصیلات

طیارہ	طیاروں کی تعداد	اوسط عمر برسوں میں	درجہ بلحاظ عمر	
			پاکستان	میں سے
بوئنگ 737	6	26	200	284
بوئنگ 747	5	25.9	71	92
بوئنگ 777	9	6.7	30	60
ایئربس اے 310	12	19.7	7	33
اے ٹی آر 42	7	5.8	41	157
یادداشتی اجزا				
پی آئی اے	39	16.2 سال		
امارات	178	6.4 سال		
ائر انڈیا	100	8.8 سال		

ماخذ: پی آئی اے اور airfleets.net

جدول 2.1.2۔ پاکستان ریلوے۔ مالی خلاصہ

ارب روپے، نمو فیصد میں

	م س 09ء	م س 10ء	م س 11ء	م س 12ء
محصولات	23.2	22.1	17.5	15.0
نمو	14.6	-4.6	-20.8	-14.3
اخراجات	46.2	47.1	48.6	45.4
نمو	71.2	1.9	3.2	-6.7
آپریٹنگ اخراجات	14.5	15.5	14.6	14.0
دیگر اخراجات	31.7	31.6	34.0	31.4
مرمت و دیکھ بھال	9.9	10.1	11.8	12.0
انتظامیہ	3.7	4.3	5.5	6.1
نفع و نقصان	-23.0	-25.0	-31.1	-30.4

ماخذ: وزارت ریلوے

جدول 2.1.3: پاکستان ریلویز کے لوکوموٹیوز انجنوں کی تعداد

تعداد سے

	م س 10ء	م س 11ء	م س 12ء
ملکیت میں کل تعداد	**536**	**521**	**510**
مسافروں کے لیے چلنے والے	**187**	**169**	**124***
مال برداری پر چلنے والے	**95**	**40**	**10**
مرمت	**12**	-	-
خریداریاں	-	-	-

* اس تعداد میں شنٹنگ اور بیلنسنگ آپریشنز میں مشغول 34 لوکوموٹیوز انجن شامل ہیں۔[33]

ماخذ: پاکستان ریلویز ہیڈ کوارٹر

31 پی آئی اے کے فلیٹ کی اوسط عمر 16.2 برس ہے جو خطے کی بلند ترین اوسط عمروں میں سے ہے (مثلاً تھائی ائر لائن، امارات ائر لائن اور ائر انڈیا)۔

32 یہ رقوم ابھی تک پاکستان ریلوے کو نہیں دی گئیں۔

33 شنٹنگ اور بیلنسنگ کے آپریشنوں میں رولنگ اسٹاک کے اجزا کی چھانٹی کو ٹرین کے ایک مکمل سیٹ میں بدلنے کا عمل شامل ہوتا ہے۔

اسی طرح پاکستان ریلوے کی مال برداری کی سرگرمیوں میں بھی بہت کمی آئی ہے اور وہ م س 11ء کے 26 لاکھ ٹن کارگو کے مقابلے میں جولائی تا فروری 12ء کے دوران صرف 9 لاکھ ٹن رہ گئیں (**جدول 2.1.4**)۔

ایسے دھچکے کی مالیاتی لاگت بہت بھاری ہوتی ہے۔ حکومت نے م س 12ء کے دوران 30.5 ارب روپے کا زراعانت مہیا کیا جو اس کے مقررہ 25 ارب روپے کے ہدف سے زیادہ ہے[34] جبکہ م س 12ء کے دوران پاکستان ریلوے کے لیے سرکاری شعبے کے ترقیاتی پروگرام (پی ایس ڈی پی) کی مد میں دیے جانے والے 9.9 ارب روپے اس کے علاوہ ہیں۔ وسائل کے اس مسلسل زیاں کو روکنے کے لیے ضروری ہے کہ حکومت تشکیل نو کے عمل کو تیز کرے۔

جدول 2.1.4: پاکستان ریلوے کے آپریشنز

ملین

	م س 10ء	**م س 11ء**	**م س 12ء**
			(جولائی۔فروری)
لے جائے جانے والے مسافروں کی تعداد	74.9	64.9	25
مال برداری ٹن (روپیہ)	5.8	2.6	0.9
مال برداری ٹن کلومیٹر (روپیہ)	4846.9	1757.3	279.3

ماخذ: پاکستان اقتصادی سروے 12-2011ء

34 اہم بات یہ ہے کہ اس رقم کے ایک بڑے حصے کو تنخواہوں اور پنشن کی ادائیگی کے لیے فراہم کیا گیا تھا۔